ADVANCE SOCIAL SCIENCE ARCHIVE JOURNAL
Available Online: https://assajournal.com
Vol. 04 No. 02. Oct-Dec 2025.Page#.4040-4056
Print ISSN: 3006-2497 Online ISSN: 3006-2500
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

Analytical Study of the Services of Sahiwal Scholars in the Science of Hadith: A Study of the Contributions of Sheikh Abdul Ghaffar Madani

علماء ساہیوال کی علوم الحدیث میں خدمات: شیخ عبد الغفار مدنی کی کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ

Riaz Ahmad
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The Imperial College of Business Studies Lahore
riazfarid507@gmail.com
Dr. Arshad Ali
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT
The scholarly contributions of Sheikh Abdul Ghaffar Madani demonstrate that he did not confine the science of Hadith to traditional transmission alone; rather, he presented it within a comprehensive framework of research, critical analysis, juristic deduction, and practical reform. His works prominently reflect the methodology of hadith verification (takhrij), critical examination of chains of transmission, distinction between authentic and weak narrations, and the contextual application of Prophetic traditions to contemporary realities. Particularly in the field of Fada'il al-A'mal (virtues of deeds), he sought to establish scholarly standards by identifying commonly circulated weak reports and emphasizing rigorously authenticated narrations, thereby reflecting his careful and research-oriented approach. he supported his arguments with hadith evidence and juristic reasoning.On collective and political dimensions, he explored the virtue of a just ruler, the religious significance of establishing justice, sincere counsel to leaders, enjoining good and forbidding evil, and the implementation of legal punishments in light of hadith teachings. This demonstrates that his intellectual vision extends beyond individual reform to encompass societal and governmental structures. Furthermore, his discussions on lawful earnings and commercial transactions indicate that he regarded the Sunnah as a comprehensive code of life. Overall, his contributions represent a serious and research-driven effort to connect the science of Hadith with practical life, ethical cultivation, and social organization, marking a significant addition to the scholarly tradition of Sahiwal.

***Keyword**: Science of Hadith, Hadith Authentication and Takhrij, Virtues of Deeds, Sincerity and Spiritual Purification, Juristic Deduction, Social Reform, Sunnah as a Comprehensive Code of Life.*

تمہید

شیخ عبد الغفار مدنی کی علمائے ساہیوال میں بے شمار گراں قدر علمِ حدیث میں خدمات ہیں، انہوں نے ہر اہم موضوع پر عصری تقاضوں کے عین مطابق قلم کو حرکت دی ہے، اور اپنے منفرد اسلوب کے ذریعے مسلمانوں کے پیش آمدہ مسائل کو حل کیا ہے، ان کا اسلوبِ تحریر بڑا ہی سنجیدہ، شائستہ، برجستہ، سادہ اور سلاست کا عمدہ نمونہ ہے، آپ معاشرے کے بڑے نباض اور مسلمانوں کے بارے میں بہت متفکر رہتے، اور ہمیشہ یہی کہتے ہیں۔ عالمِ اسلام ان کے علم کو ہر عالم قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ وہ گروہی تعصب سے شدید نفرت کرتے ہیں۔ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

إن الله يبعث لهذه الأمة على رأس كل سنة من يجدد لها دينها[1]

اللہ تعالی اس امت کیلئے ہر صدی کے آخر میں ایک ایسا شخص بھیجے گا جو اس دین کی تجدید کرے گا۔

شیخ عبد الغفار مدنی اس حدیث پاک کا مصداق ہیں جو عمیق النظر اور دقیق الفہم بھی ہیں اور ان کے اندر وہ اوصاف وخصائص بھی موجود ہیں جو کسی مجدد دین کے اندر ہوتے ہیں جو لوگوں کے مسائل کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اجتہاد اور مضبوط دلائل کی بنیاد پر حل کرتا ہے۔ ذیل میں ان کی علوم الحدیث میں کاوشوں کا تجزیاتی مطالعہ پیش کروں گا

شیخ عبد الغفار مدنی کا تعارف

شیخ عبد الغفار مدنی کی علمی خدمات محض روایتی تدریس تک محدود نہیں بلکہ تحقیق، تنقید، فقہی استنباط اور عملی اصلاح کے جامع دائرے میں پیش کیا۔ ان کی تصنیفات میں حدیث کی تخریج، اسناد کی جانچ، صحیح وضعیف روایات میں امتیاز اور نصوصِ حدیث کی عصری تطبیق کا منہج نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ خصوصاً فضائلِ اعمال کے باب میں انہوں نے رائج غیر مستند روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے صحیح اور معتبر احادیث کی بنیاد پر ایک علمی معیار قائم کرنے کی سعی کی، جس سے ان کی تحقیق پسند اور احتیاطی علمی روش ظاہر ہوتی ہے۔

ان کی تصنیفی کاوشوں کا بڑا حصہ عبادات، اخلاقیات اور باطنی اصلاح کے موضوعات پر مشتمل ہے، جہاں انہوں نے اخلاصِ نیت، طہارت، وضو، نماز، اذان، مساجد، صفِ اول، مسواک اور دیگر سنن کے فضائل کو محض ترغیبی انداز میں نہیں بلکہ حدیثی دلائل اور فقہی تناظر کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے ہاں عبادت کو روحانی تربیت، نورانیتِ قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح عورت کی مخفی نماز، آمین اور سلام جیسے مسائل پر بھی انہوں نے اعتدال پسند اور مدلل اسلوب اختیار کیا، جس سے ان کی تحریروں میں نصوص کی پابندی اور فقہی توازن نمایاں ہوتا ہے۔

پیدائش

شیخ عبد الغفار مدنی فرماتے ہیں:

> مَیں 1953ء میں ضلع لودھراں کے گاؤں 382/ڈبلیو پی میں پیدا ہوا۔ میرے والدِ محترم عالم شیر اعوان زمیندار اور کھیتی باڑی کے پیشے سے وابستہ تھے۔ انہیں دین سے گہرا لگاؤ تھا، اور وہ اپنی اولاد میں سے کسی ایک کو عالمِ دین بنانا چاہتے تھے۔ تین بیٹوں میں سے انہوں نے مجھے دینی تعلیم کے لیے منتخب کیا۔[2]

یہ فیصلہ نہ صرف والد کی دینی وابستگی کا مظہر تھا بلکہ اس بات کی دلیل بھی ہے کہ دیہی پس منظر کے باوجود علمی و دینی ترقی کے خواب ان کے دل میں رچے بسے تھے۔ عبد الغفار مدنی نے ناظرہ قرآن اپنے گاؤں کے امام مسجد مولانا غلام رسول سے حاصل کیا اور پرائمری تعلیم اپنے آبائی سکول ہی سے مکمل کی، جو ان کی تعلیمی زندگی کا پہلا سنگِ میل تھا۔

---

[1] -ابوداود، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داود، مکتبہ المعارف ریاض، ھ/1988، ج4ح 4291۔

[2] -انٹرویو، مدنی، عبد الغفار، شیخ، بمقام جامعہ محمدیہ اوکاڑا، 13 اگست 2025ء

حفظِ قرآن کی تکمیل

شیخ عبد الغفار مدنی کی علمی زندگی کا اہم سنگِ بنیاد حفظِ قرآن ہے۔ شیخ عبد الغفار مدنی فرماتے ہیں:

> میرے والد نے مجھے مدرسہ انوار ابرار، قصبہ بڈھل مئیو، ملتان میں داخل کروایا جہاں ابتدائی اساتذہ میں حافظ عبد الرحیم شامل تھے جن سے میں نے قرآنی سپاروں کا آغاز کیا۔ بعد ازاں حافظ عبد الغفور کے زیرِ نگرانی حفظ مکمل کیا[3]

چونکہ حافظ عبد الغفور پانی پت کے لہجے میں تعلیم یافتہ تھے، اس لیے شیخ مدنی نے نہ صرف قرآن حفظ کیا بلکہ قرآنی لہجے اور مخارج کی ادائیگی میں بھی خاص مہارت حاصل کی۔ تکمیلِ حفظ کے بعد آپ نے سند فراغت بھی حاصل کی، جو ان کی محنت، والد کی خواہش اور اساتذہ کی رہنمائی کا ثمر تھا۔ اس مرحلے نے ان کے علمی سفر کی بنیاد رکھ دی اور مستقبل کی دینی و علمی خدمات کا راستہ ہموار کر دیا۔

درسِ نظامی کی ابتدائی تعلیم

حفظِ قرآن کے بعد شیخ مدنی نے درسِ نظامی کی تعلیم کا آغاز 1969ء میں جامعہ محمدیہ، حق بازار اوکاڑہ سے کیا۔ یہاں انہوں نے نحو، صرف، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث اور تفسیر جیسے مضامین کی بنیادی کتب کا مطالعہ کیا۔

> میں نے ابتدائی مرحلے کے بعد 1972ء میں وہ مدرسہ دارالحدیث، جلال پور سے اصولِ نحو، منطق، میراث اور ترجمہ قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ ان ادوار میں الحمدللہ میری علمی بنیادیں مضبوط ہوئیں اور فقہی و اصولی مباحث میں گہری بصیرت حاصل ہوئی۔[4]

بعد ازاں 1975ء میں جامعہ سلفیہ فیصل آباد میں داخلہ لیا جہاں صحاح ستہ کی کتب براہِ راست اکابر اساتذہ سے پڑھنے کا موقع ملا۔ اس تسلسل نے انہیں نہ صرف متونِ حدیث میں مہارت عطا کی بلکہ اصول و قواعد کی گہرائی سے بھی روشناس کرایا۔

1976ء میں شیخ عبد الغفار مدنی کو اللہ تعالیٰ نے مدینہ یونیورسٹی میں تخصص فی التفسیر کی تعلیم کا موقع دیا۔ الجامعۃ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں 1976ء سے 1978ء تک انہوں نے قرآن و علومِ قرآنیہ میں تخصص حاصل کیا۔ یہاں انہیں شیخ ناصر الدین البانی، شیخ ابن باز رحمہما اللہ اور دیگر جلیل القدر اساتذہ سے استفادہ کرنے کا شرف ملا۔ اس عرصہ میں انہوں نے نہ صرف تفسیری اصول و مباحث میں مہارت حاصل کی بلکہ حدیثی روایت و درایت میں بھی گہرا علم پایا۔ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت نے انہیں عالمی سطح کے علمی معیار سے روشناس کیا اور پاکستان واپس آنے کے بعد ان کی علمی حیثیت مزید مستحکم ہوگئی۔ یہ مرحلہ ان کی زندگی کا سنہری باب ہے جس نے انہیں بین الاقوامی علمی شخصیات میں جگہ عطا کی۔[5]

---

[3]۔ انٹرویو، مدنی، عبد الغفار، شیخ، بمقام جامعہ محمدیہ اوکاڑا، 13 اگست 2025ء

[4]۔ ایضا

[5]۔ ایضا

جدید تعلیم اور ایم اے اسلامیات

مدینہ منورہ سے واپسی کے بعد شیخ مدنی نے اپنی علمی ترقی کا سفر جاری رکھا اور 1978ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ایم اے اسلامیات میں داخلہ لیا۔ دو سالہ تعلیمی سفر کے دوران انہوں نے فلسفہ، کلام، فقہ، تاریخِ اسلام اور تفسیر جیسے مضامین میں مہارت حاصل کی۔ اس ڈگری نے ان کے علم کو عصری تناظر میں مزید گہرائی عطا کی۔ شیخ مدنی کا یہ علمی امتزاج کہ وہ ایک طرف روایتی دینی مدارس کے نصاب کے ماہر تھے اور دوسری طرف جدید یونیورسٹی تعلیم یافتہ، انہیں ایک منفرد مقام دیتا ہے۔ یہی امتزاج ان کے تدریسی اسلوب میں بھی جھلکتا ہے جہاں وہ کلاسیکی اسلامی علوم کو عصری سوالات کے ساتھ جوڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔[6]

تدریسی اور امامت وخطابت کی خدمات

شیخ عبد الغفار مدنی نے دینی خدمات کا آغاز امامت و خطابت سے کیا۔ 1981ء سے 1987ء تک جامع مسجد الفاروق، ماڈل کالونی کراچی میں خطیب و امام کے طور پر خدمات سرانجام دیں۔ بعد ازاں 1988ء سے 1999ء تک مرکز علامہ احسان الٰہی ظہیر، لاہور میں خطبہ جمعہ دیا۔ 2000ء سے اب تک وہ مرکز علامہ احسان الٰہی ظہیر، دربار گھوڑے شاہ روڈ لاہور میں خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اس عرصہ میں ان کے خطبات علمی، فکری اور اصلاحی پہلو رکھتے ہیں، جو عوام و خواص دونوں کے لیے نافع ہیں۔ ان کی خطابت کا اسلوب مدلل اور تحقیقی ہے جو دلیل اور استدلال کی بنیاد پر قائم ہے، یہی وجہ ہے کہ عوام میں ان کے بیانات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔[7]

تدریسی خدمات اور منصبِ شیخ الحدیث

1981ء سے شیخ عبد الغفار مدنی نے تدریسی میدان میں بھرپور خدمات انجام دیں۔ سب سے پہلے جامعہ ابو بکر الاسلامیہ کراچی میں تدریس کی، بعد ازاں مرکز علوم اسلامیہ ستیانہ بنگلہ فیصل آباد میں قرآن وحدیث، اصول الدعوۃ اور فقہی متون پڑھائے۔ 1997ء سے وہ جامعہ محمدیہ حق بازار اوکاڑہ میں منصبِ شیخ الحدیث پر فائز ہیں۔ یہاں انہوں نے بخاری شریف، موطأ امام مالک، تفسیر جلالین اور عقیدہ واسطیہ جیسے مضامین پڑھائے۔ ان کا تدریسی انداز تحقیقی و تجزیاتی ہے جس میں وہ متن کے ساتھ ساتھ اس کے فقہی و عملی پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ یہ خدمات نہ صرف ہزاروں طلبہ کے لیے باعثِ فیض رہیں بلکہ پاکستان میں علمی روایت کے تسلسل کو بھی زندہ رکھنے کا ذریعہ بنیں۔[8]

تلامذہ کرام اور علمی اثرات

شیخ مدنی کے شاگرد ملک بھر میں پھیلے ہوئے ہیں جن میں کئی ممتاز علماء اور اساتذہ شامل ہیں۔ جامعہ ابو بکر الاسلامیہ کراچی کے فضلاء جیسے مولانا ڈاکٹر محمد حسین اور ڈاکٹر طاہر ان کے تربیت یافتہ ہیں۔ مرکز علوم اسلامیہ فیصل آباد میں مولانا خالد مجاہد اور دیگر علماء نے ان سے اکتساب فیض کیا۔ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ کے شاگردوں میں علامہ جمیل احمد مدنی (پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف اوکاڑہ) قابل ذکر ہیں۔

---

[6]- انٹرویو، مدنی، عبد الغفار، شیخ، بمقام جامعہ محمدیہ اوکاڑا، 13 اگست 2025ء

[7]- ایضا

[8]- ایضا

اس طرح ان کے علمی فیضان نے ایک وسیع دائرہ اثر قائم کیا جو مدارس، جامعات اور مساجد تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کے شاگرد نہ صرف تدریس اور خطابت میں مصروف ہیں بلکہ تحقیقی میدان میں بھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔[9]

تصنیفی و تحقیقی خدمات

شیخ عبد الغفار مدنی نے تدریسی اور خطابی خدمات کے ساتھ ساتھ قلمی جہاد بھی کیا۔ ان کی تصانیف میں "تفسیر آیات الاحکام"، "شرح العقیدہ اسماویہ" "صحیح فضائل اعمال"، اور مختلف سورتوں کی تفاسیر شامل ہیں۔ ان کے غیر مطبوعہ علمی ذخیرے میں سورہ اعراف اور سورہ ہود کی تفاسیر موجود ہیں۔ علاوہ ازیں، انہوں نے متعدد تحقیقی مضامین بھی تحریر کیے جو ماہنامہ الدعوۃ اور ماہنامہ الحرمین میں شائع ہوئے۔ ان کی تحریروں میں تحقیقی معیار، قرآنی استدلال اور سلفی منہج کی وضاحت نمایاں ہے۔ ان کا یہ تصنیفی کام نہ صرف معاصر علمی میدان کو مالا مال کرتا ہے بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے ایک قیمتی اثاثہ ہے۔[10]

مجموعی علمی و دینی خدمات کا جائزہ

شیخ عبد الغفار مدنی کی زندگی ایک ہمہ جہت علمی و عملی کاوشوں کا مجموعہ ہے۔ ان کا تعلق ایک دینی گھرانے سے تھا، مگر انہوں نے اپنی محنت اور والد کی خواہش کے تحت حفظ، درسِ نظامی، مدینہ یونیورسٹی اور پنجاب یونیورسٹی تک کے علمی سفر طے کیے۔ تدریس، خطابت، تصنیف اور تربیتِ طلبہ کے میدان میں ان کی خدمات نصف صدی پر محیط ہیں۔ ان کی شخصیت اس بات کا عملی نمونہ ہے کہ کس طرح ایک فرد دیہی پس منظر سے نکل کر قومی و بین الاقوامی سطح پر علمی اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ ان کا علمی ورثہ اور شاگردوں کا حلقہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے جو آئندہ نسلوں کو دینی و فکری رہنمائی فراہم کرتا رہے گا۔[11]

شیخ عبد الغفار مدنی حفظہ اللہ کی دینی و تبلیغی خدمات کے اثرات نہ صرف پاکستان بلکہ بین الاقوامی علمی و فکری دنیا پر بھی گہرے مرتب ہوئے۔ آپ نے نصف صدی تک تدریس، خطابت اور تصنیف کے ذریعے قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کیا۔ امامت و خطابت کے ذریعے عوامی سطح پر اصلاحی اور دعوتی پیغام پہنچایا جبکہ مدارس میں منصبِ شیخ الحدیث کی حیثیت سے ہزاروں طلبہ کو علمی و فکری طور پر تربیت دی۔ آپ کے شاگرد آج مختلف جامعات، مدارس اور مساجد میں خدمتِ دین سرانجام دے رہے ہیں، جو آپ کی محنت کا عملی تسلسل ہے۔ تصنیفی خدمات کے ذریعے آپ نے قرآن و سنت کی توضیح اور عقیدہ و فقہ کے اہم مسائل پر رہنمائی فراہم کی۔ یوں آپ کی شخصیت نے علمی، فکری اور عملی میدان میں ایسی بنیادیں فراہم کیں جن کے اثرات ایک منظم دینی روایت اور مضبوط تبلیغی سلسلے کی صورت میں آج بھی جاری ہیں۔

9۔ انٹرویو، مدنی، عبد الغفار، شیخ، بمقام جامعہ محمدیہ اوکاڑا، 13 اگست 2025ء

10۔ ایضا

11۔ ایضا

شیخ عبد الغفار مدنی کی علوم الحدیث میں تصنیفی خدمات

صحیح اور مستند فضائل اعمال

صحیح اور مستند فضائل اعمال جس کے مصنف ابوعبداللہ علی بن محمد المغربی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ترجمہ اور تبویب شیخ عبد الغفار المدنی نے کی ہے۔

کتاب الاخلاص

اخلاصِ نیت اور طہارت کے بنیادی آداب: حدیثِ نبوی کی روشنی میں ایک علمی مطالعہ:

اسلامی شریعت میں اعمال کی قبولیت کا مدار اخلاص اور نیت کے صحیح ہونے پر ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، إنما الأعمال بالنیات[12]۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہر عبادت کی روح نیت کی پاکیزگی ہے۔ فضیلۃ الشیخ حافظ عبد الغفار المدنی کی تعلیمات بھی اسی حقیقت کو اُجاگر کرتی ہیں کہ اخلاص نہ صرف عمل کو مؤثر بناتا ہے بلکہ انسان کے باطنی تزکیہ کا سبب بھی بنتا ہے۔ طہارت کے باب میں بیت الخلا میں داخل ہوتے وقت استعاذہ پڑھنے کی تعلیم اسی باطنی و ظاہری پاکیزگی کے امتزاج کی نمائندہ ہے۔ [13]میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ دعا پڑھ کر داخل ہوتے تھے، اللھم إني أعوذ بک من الخبث والخبائث، یہ دعا اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ طہارت محض جسمانی نظافت نہیں بلکہ روحانی حفاظت بھی ہے۔ اسی طرح پانی سے استنجاء کرنا سنتِ نبوی ہے اور یہ جسمانی صفائی کے اعلیٰ ترین معیار کی علامت ہے۔ [14]یں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے پانی سے استنجاء کو طہارت کا مکمل طریقہ قرار دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کا تصورِ نظافت محض عملی تقاضا نہیں بلکہ عبادت اور روحانی ارتقاء کا حصہ ہے۔ اخلاصِ نیت اور طہارت کے یہ بنیادی اصول انسانی شخصیت میں وہ توازن پیدا کرتے ہیں جو ظاہر و باطن دونوں کی اصلاح کا ضامن بنتا ہے۔[15]

فضائلِ وضو: روحانی تطہیر، نورانیت اور عبادتی ارتقاء کا جامع تجزیہ

وضو عبادات کا دروازہ اور روحانی طہارت کا بنیادی ذریعہ ہے[16]۔ میں رسول اللہ ﷺ نے وضو کے ہر عضو سے گناہوں کے جھڑنے کا ذکر کرتے ہوئے اس عمل کی عظیم روحانی تاثیر کو واضح کیا۔ حدیث میں ہے کہ چہرہ دھونے سے اس کی نگاہوں کے گناہ، اور ہاتھ دھونے سے ہاتھوں کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ باوضو سونا ایمان کی حفاظت کا ذریعہ ہے، جیسا کہ۔ [17]میں ہے کہ جو شخص باوضو سوتا ہے، اس کے ساتھ اللہ کی حفاظت رہتی ہے۔ وضو کی محافظت یعنی ہمیشہ باوضو رہنے پر بھی عظیم بشارت آئی ہے، سنن ترمذی، حدیث 51۔

---

[12]۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی إلی رسول اللہ ﷺ، جلد 1، حدیث نمبر 1

[13]۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن لمن سمعہ، جلد 1، حدیث نمبر 375،

[14]۔ سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، جلد 1، حدیث نمبر 45

[15]۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:81

[16]۔ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب وجوب الوضوء للصلاۃ، جلد 1، حدیث نمبر 244

[17]۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الدعاء، باب ماجاء في الدعاء، جلد 2، حدیث نمبر 3874

[18] کے مطابق ہمیشہ وضو کی حالت میں رہنا ایمان کی علامت ہے۔ مشقت کے باوجود مکمل وضو کرنا بھی قربِ الٰہی کا سبب ہے، جیسا کہ [19] میں ہے، إسباغ الوضوء علی المکارہ، گناہوں کے مٹنے اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے۔ وضو کی وجہ سے قیامت کے دن اہلِ ایمان کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں نورانی ہوں گے [20]۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عبادت صرف دنیاوی طہارت تک محدود نہیں بلکہ آخرت کی پہچان کا ذریعہ بھی ہے۔ دائیں عضو سے آغاز کرنا بھی سنت ہے۔[21] اور وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھنے پر جنت کے آٹھوں دروازے کھلنے کی بشارت آئی ہے۔[22] یہ تمام فضائل وضو کو ایک جامع، نورانی اور اصلاحی عبادت کے طور پر سامنے لاتے ہیں۔[23]

تحیۃ الوضو، نماز اور مساجد: عبادت گاہ کی تعمیر و تطہیر کے فضائلِ نبوی ﷺ

وضو کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، جو، تحیۃ الوضو، کہلاتی ہے، قربِ الٰہی کی اعلیٰ ترین عبادات میں سے ہے۔[24] میں سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا عمل مذکور ہے کہ وہ ہر وضو کے بعد دو رکعت ادا کرتے، جس پر رسول اللہ ﷺ نے انہیں جنت میں اپنے آگے چلنے کی بشارت دی۔ یہ عمل اس عبادت کے بلند مقام کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح مکمل وضو کر کے نماز پڑھنا دعا کی قبولیت اور روحانی سکینت کا ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مفتاح الصلاۃ الطهور۔[25] یعنی نماز کی کنجی طہارت ہے گویا کامل وضو نماز کے باطنی اسرار کی تکمیل کا سنگِ بنیاد ہے۔ مسجد بنانے کی فضیلت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، من بنی للہ مسجداً بنی اللہ له بيتاً في الجنة ۔جو اس عمل کو امت کے اجتماعی ایمان اور قیامت کے اجر کے ساتھ جوڑتا ہے۔ مسجد کی صفائی بھی ایمان کا حصہ ہے۔[26] میں مسجد کی صفائی کرنے والی خاتون کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ انہیں جنت میں دیکھا۔ یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ مسجد کی پاکیزگی محض انتظامی کام نہیں بلکہ عبادت، اخلاص، اور ایمان کی علامت ہے۔ یوں تحیۃ الوضو، نماز اور مساجد سے متعلق یہ روایات فرد کی عبادت، اجتماعی تعمیرِ دین اور روحانی ارتقاء کا ایک ہمہ گیر نظام تشکیل دیتی ہیں۔[27]

---

[18]۔ سنن الترمذی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في الوضوء، جلد 1، حدیث نمبر 51

[19]۔ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب وجوب الغسل بالجماع، جلد 1، حدیث نمبر 251

[20]۔ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب فضل الوضوء، جلد 1 حدیث نمبر 136

[21]۔ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب إذا استیقظ من نومه فلا یغمس یده في الإناء حتی یغسلها، جلد 1، حدیث نمبر 168

[22]۔ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب النھي عن البول في الماء الراکد، جلد 1، حدیث نمبر 234

[23]۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:80

[24]۔ صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب غسل الجنابۃ، جلد 1، حدیث نمبر 227

[25]۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء في وقت الصلاۃ، جلد 1، حدیث نمبر 276

[26]۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في الغسل من الجنابۃ، جلد 1، حدیث نمبر 759

[27]۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:91

اذان، مسجد اور صفِ اول کی فضیلت

اذان اسلام کا ایسا شعار ہے جسے سنتے ہی توحید و رسالت کی صدا پورے ماحول میں گونج اٹھتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ،موذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں تک ہر چیز قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گی[28]- جو اس عمل کے عظیم اجر پر روشن دلیل ہے۔ بلند آواز سے اذان دینے کی فضیلت بھی اسی زاویے سے واضح ہے کیونکہ آواز کا پھیلاؤ زیادہ ہوگا تو گواہیاں بھی زیادہ ملیں گی۔ اذان کے بعد دعا پڑھنے والے کے لیے مغفرت کی بشارت آئی ہے، اور اذان کے بعد درود شریف پڑھنے والے پر شفاعت رسول ﷺ کا وعدہ درج ہے[29]۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت دعا پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت ہے جو بندے کو شیطان کے وسوسوں سے محفوظ کرتا ہے۔ صفِ اوّل کی فضیلت کے متعلق آپ ﷺ نے اسے فرشتوں کی اختیار کردہ صف قرار دیا-[30] جس سے اس کی روحانی قدر و منزلت واضح ہوتی ہے۔ جماعت کی کثرت کے متعلق ارشاد ہے کہ جتنی بڑی جماعت ہوگی، اللہ کے نزدیک اس کی قدر اتنی زیادہ ہوگی[31]۔ یہ تمام اعمال نماز کی روحانی فضا کو مضبوط کرتے ہیں اور بندے کے اجر کو کئی گنا بڑھا دیتے ہیں۔[32]

عورت کی مخفی نماز، مسواک، آمین اور سلام کی فضیلت

اسلام نے عورت کو عبادت میں ایسی حفاظت عطا کی ہے کہ اس کا گھر اس کے لیے مسجد کے برابر فضیلت رکھتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت کی بہترین نماز وہ ہے جو وہ اپنے گھر کے اندرونی حصے میں ادا کرے[33] -جو اس کے لیے ستر و عفاف کے اعلیٰ معیار کی ضمانت ہے۔ مسواک کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ منہ کی پاکیزگی اور رب کی رضا کا ذریعہ ہے [34]-جس سے نماز کے استقبال میں زیب و وقار پیدا ہوتا ہے۔ نماز میں آمین کہنا ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافقت کا باعث بنتا ہے اور اس صورت میں گناہ معاف ہو جاتے ہیں[35]۔ سلام پھیر کر نماز ختم کرنا بھی سنت نبوی ہے جو عبادت کے اختتام پر بندے کو امن و آشتی کے پیغام سے جوڑتا ہے۔ ان تمام احادیث کے مجموعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کو کس قدر باریک بینی سے منضبط کیا ہے، تاکہ عبادت کی روح مکمل طور پر زندہ رہے۔[36]

عیادتِ مریض، صبر اور بیماریوں کی روحانی حکمت: حدیثی و تحقیقی مطالعہ

---

[28]- صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب ماجاء في فضل الوضوء، جلد 1، حدیث نمبر 385

[29]- سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب فضل الزکاۃ وحقوقها، جلد 5، حدیث نمبر 3614

[30]- صحیح مسلم، کتاب الوضوء، باب ماجاء في الاستنجاء بالماء، جلد 1، حدیث نمبر 438

[31]- سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في غسل الجنابۃ، جلد 1، حدیث نمبر 843

[32]- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:113

[33]- سنن ابی داؤد، کتاب الطھارۃ، باب غسل الجنابۃ، جلد 1، حدیث نمبر 570

[34]- سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب ماجاء في الوضوء، جلد 1، حدیث نمبر 5

[35]- صحیح بخاری، باب جہر الامام بالتامین، جلد 1، حدیث نمبر 780

[36]- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:124

اسلامی تعلیمات میں مریض کی عیادت، صبر کی فضیلت اور بیماریوں کے ذریعے گناہوں کے محو ہونے کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مسلمان کو جو بھی تھکان، بیماری، غم، رنج، اذیت یا مصیبت پہنچتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا بھی چبھ جائے، اللہ اس کے ذریعے اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے[37]۔ یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ بیماری محض جسمانی ابتلا نہیں بلکہ روحانی تزکیہ اور قربِ الٰہی کا دروازہ ہے۔ بخار کے بارے میں حضور ﷺ نے فرمایا، بخار جہنم کی آگ کا حصہ ہے، اسے پانی سے ٹھنڈا کرو[38]۔ جس سے اس کی حقیقت اور اس کی تکلیف کے پس منظر کی حکمت واضح ہوتی ہے۔ مریض کی عیادت کے لیے ارشادِ نبوی ﷺ ہے، جو شخص آج اللہ کے لیے کسی مریض کی عیادت کرے، ستر ہزار فرشتے اس کے لیے شام تک دعا کرتے ہیں[39]۔ اس سے عیادت کی عبادتی حیثیت سامنے آتی ہے۔ مزید یہ کہ سورۂ فاتحہ کے ذریعے دم کرنا سنت سے ثابت ہے، جیسا کہ حضرت ابو سعید خدریؓ کے واقعے میں نبی ﷺ نے اسے، رقیہ کے طور پر صحیح، قرار دیا[40]۔ یہ تمام نصوص بیماری، صبر اور شفا کے باہمی تعلق کو ایک جامع روحانی نظام کے طور پر پیش کرتی ہیں۔[41]

وصیت، موت کی علامات اور کفن سے متعلق احکام: حدیثی و تحقیقی تجزیہ

وصیت اسلامی قانون کا اہم باب ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا، تم پر فرض کیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت کا وقت آئے اور وہ مال چھوڑ رہا ہو تو والدین اور قریبی رشتہ داروں کے لیے مناسب وصیت کرے[42]۔ نبی کریم ﷺ نے بھی فرمایا، کسی مسلمان کے لیے مناسب نہیں کہ اس کے پاس وصیت کے قابل مال ہو اور وہ دو راتیں بھی گزار دے مگر اس کی وصیت لکھی ہوئی ہو[43]۔ موت کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا حسنِ خاتمہ کی علامت قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا، مؤمن کی موت پسینہ بہنے کے ساتھ ہوتی ہے[44]۔ یہ حالت رحمت الٰہی کی نشانی ہے۔ کفن کے بارے میں نبی ﷺ نے سفید کپڑے کو پسند فرمایا اور فرمایا، سفید کپڑے پہنو اور اپنے مردوں کو بھی اسی میں کفن دو[45]۔ یہ حکم سادگی، پاکیزگی اور اسلامی جمالیات کا مظہر ہے۔ لڑکے کی وفات پر صبر کے متعلق حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ والدین کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے جسے، بیت الحمد، کہا جاتا ہے[46]۔ یہ تعلیمات موت کے مختلف مراحل کو نہ صرف شرعی رنگ دیتی ہیں بلکہ مومن کے لیے صبر، رضا اور اجرِ عظیم کا عملی راستہ بھی متعین کرتی ہیں۔[47]

37۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب حقوق الجار، جلد 8، حدیث نمبر 5641

38۔ صحیح مسلم، کتاب الأمراض والشفاء (ہر بیماری کا علاج)، باب أن الحُمّٰی من فیح جھنم فاطفئوھا بالماء، جلد 3، حدیث نمبر 5752

39۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء في وقت الصلاۃ، جلد 2، حدیث نمبر 144

40۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب صلۃ الرحم، جلد 8، حدیث نمبر 5736

41۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص: 196

42۔ البقرہ، 80

43۔ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد 4، حدیث نمبر 2738

44۔ مسند احمد بن حنبل، کتاب البر والاثم، باب تعریف البر والاثم، جلد 6، حدیث نمبر 17313

45۔ سنن ابی داود، کتاب الصوم، باب ما جاء في صوم یوم عرفۃ، جلد 3، حدیث نمبر 4061

46۔ سنن الترمذی، کتاب الزکاۃ، باب ما جاء في وجوب الزکاۃ و فضلھا، جلد 2، حدیث نمبر 1021

47۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص: 22

قبور کی زیارت، اہلِ ایمان کے لیے دعائیں اور والدین خصوصاً والد کے لیے اولاد کی نیکی: حدیثی وروحانی تحلیل

قبور کی زیارت شریعت میں ایک عظیم تربیتی سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ،میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب تم زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہے[48] ۔ نیک لوگوں کی قبور کا ذکر اس لیے اہم ہے کہ وہ انسان کو موت، آخرت اور صالحین کے اعمال کی یاد دلاتی ہیں۔ اسی لیے نبی ﷺ ہر قبرستان میں داخل ہوتے وقت اہلِ قبور کے لیے دعا فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِيْنَ... اللہ ہم آپ کے لیے مغفرت چاہتا ہے[49] ۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین کے لیے دعا کرنا زندہ مسلمانوں کی ذمہ دار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ،مسلمان کی اپنے بھائی کے لیے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے[50]۔ والدین خصوصاً والد کے لیے دعا اور نیک اعمال کا ایصال اولاد کے بہترین اجر میں سے ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے... نیک اولاد کی دعا[51]۔ اس سے واضح ہے کہ اولاد کی دعا والد کے لیے دائمی سرمایۂ آخرت ہے۔ قبور کی زیارت، مغفرت کی دعا اور والدین کے لیے ایصالِ ثواب کا مجموعی نظام اسلام کے اخلاقی، روحانی اور سماجی توازن کو مکمل صورت میں پیش کرتا ہے۔[52]

ماہِ رمضان، صیام اور سحری کی جامع فضیلت: حدیثی و تحقیقی مطالعہ

اسلام میں صیام کی مشروعیت کا بنیادی مقصد تقویٰ کا حصول اور باطنی تربیت ہے، جسے قرآن نے لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ- کے الفاظ میں بیان کیا[53]۔ احادیث میں روزے کو ایسی عبادت قرار دیا گیا ہے جو خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے ہے اور اس کی جزا بھی وہی عطا کرتا ہے، جیسا کہ حدیثِ قدسی میں ہے، الصِّيَامُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ-[54] رمضان کے روزے خصوصاً مغفرت، ایمان واحتساب کے ساتھ رکھے جائیں تو سابقہ گناہوں کی معافی کا سبب بنتے ہیں (بخاری، 38)۔ سحری کے بارے میں نبی ﷺ نے اسے، برکت، قرار دیا-(بخاری، 1923) جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ محض طعام نہیں بلکہ شعارِ امّت ہے۔ محرم کے روزے خصوصاً عاشورا کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ گزشتہ سال کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں[55]-اسی طرح رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے پورے

48- صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تعریف الإیمان، جلد4، حدیث نمبر 977

49- صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإسلام والإیمان والإحسان، جلد4، حدیث نمبر 974

50- صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الدعاء، جلد4، حدیث نمبر 2732

51- صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ، باب الوصیۃ بالثلث، جلد3، حدیث نمبر 1631

52- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:262

53- البقرۃ:183

54- صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب قول النبی ﷺ: إذا رأیتم الھلال فصوموا، جلد3، حدیث نمبر 1904

55- صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل صیام شھر رمضان، جلد2، حدیث نمبر 1162

سال کے روزوں کا ثواب دیتے ہیں (مسلم، 1164)۔ یہ تمام احادیث روزے کی انفرادی اور اجتماعی تربیت، روحانی ارتقاء اور اصلاحِ نفس کے جامع دلائل مہیا کرتی ہیں۔[56]

لیلۃ القدر، صدقہ فطر، عیدین اور ایامِ حرمت: ایک حدیثی و فقہی جائزہ

لیلۃ القدر کی فضیلت قرآن نے خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ-[57] کے ذریعے بیان کی، اور نبی ﷺ نے اسے رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کی ہدایت فرمائی-[58] یہ رات رحمت، تقدیرِ سال اور عبادت کی قبولیت کا مرکز ہے۔ صدقہ فطر کے متعلق نبی ﷺ نے اسے روزہ رکھنے والے کو لغو اور رفث سے پاک کرنے اور فقراء کے لیے روزِ عید میں کفایت کے لیے مقرر فرمایا (ابو داؤد، 1609)۔ آپ ﷺ نے اس کی ادائیگی نمازِ عید سے پہلے کرنے کو افضل قرار دیا (بخاری، 1503)۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ کو اسلام نے شعائرِ ظاہرہ بنایا اور ان کے دنوں کو کھانے، پینے اور خوشی کے لیے مقرر کیا، جیسا کہ حدیث میں ہے ، أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ-[59] ان دنوں روزہ رکھنا منع ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام عبادت اور عید و خوشی کے توازن کو برقرار رکھتا ہے اور سماجی و معاشی تکافل (صدقہ فطر) کو عبادت کا حصہ بناتا ہے۔[60]

قرآن و سنت کی روشنی میں زکوٰۃ کی فضیلت: ایک بنیادی تحقیق

زکوٰۃ اسلامی نظامِ اقتصادیات کا ستون ہے جسے قرآن نے ایمان کے ساتھ لازم قرار دیا ہے۔ متعدد آیات میں اقامتِ صلاۃ کے ساتھ اداءِ زکوٰۃ کو ذکر کیا گیا، جس سے اس کی مرکزیت واضح ہوتی ہے، جیسے کہ فرمایا : وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ -[61] قرآن نے زکوٰۃ کو مالی تزکیہ کا ذریعہ قرار دیا : خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا -[62] یہ آیات واضح کرتی ہیں کہ زکوٰۃ فرد کے مال اور معاشرے دونوں کی تطہیر و فلاح کا ذریعہ ہے۔ احادیث میں زکوٰۃ کو اسلام کی بنیادوں میں شمار کیا گیا، جیسا کہ حدیثِ جبرائیل میں، أن تؤدي الزكاة، ارکانِ اسلام میں شامل ہے-[63] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زکوٰۃ دینے سے مال میں کبھی کمی نہیں ہوتی-[64] جو کہ اسلامی معاشیات کے اصولِ برکت کی عملی تعبیر ہے۔

---

[56]- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:277

[57]- القدر:3

[58]- صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب الاعتکاف في العشر الأواخر من رمضان، جلد 3، حدیث نمبر 2017

[59]- صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب فضل شہر رمضان، جلد 2، حدیث نمبر 1141

[60]- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:290

[61]- البقرۃ:43

[62]- التوبۃ:103

[63]- صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب بدء الوحي، جلد 1، حدیث نمبر 50

[64]- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر، جلد 4، حدیث نمبر 2588

یہ تمام نصوص واضح کرتی ہیں کہ زکوٰۃ قانونی فریضہ ہونے کے ساتھ روحانی، اخلاقی اور معاشی اصلاح کا جامع نظام ہے، جو امت میں توازن، مساوات اور اجتماعی خیر کے فروغ کا ضامن بنتا ہے۔[65]

حج وعمرہ کی جامع فضیلت: حدیثی، تحقیقی اور تربیتی تجزیہ

حج اسلام کا عظیم رکن ہے جس کی فرضیت قرآن نے صراحت کے ساتھ بیان کی، وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ۔[66] صحیح احادیث میں حج کو دین کی تکمیل اور زندگی کے اخلاقی و روحانی تصفیے کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مَن حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ۔[67] یعنی حج مبرور گناہوں سے ایسی طہارت بخشتا ہے جو ولادت کے دن کی پاکیزگی کے مانند ہے۔ عمرہ کے بارے میں فرمایا، الْعُمْرَةُ إِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا۔[68] جو اس عبادت کی روحانی تجدید کا پہلو ظاہر کرتا ہے۔ رمضان میں کیے گئے عمرہ کو نبی ﷺ نے اجر کے اعتبار سے، حج، کے برابر قرار دیا[69]۔ راہِ حج میں یا حالتِ احرام میں وفات پانا شہادت کے درجہ کا باعث ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھایا جائے گا۔[70] یہ تمام نصوص حج کو محض مناسک کا مجموعہ نہیں بلکہ روحانی تزکیہ، صبر، قربانی اور خدا سے تعلق کے اعلیٰ ترین مرحلے کے طور پر پیش کرتی ہیں۔[71]

شعائرِ حرم: حجرِ اسود، عرفات، زمزم، بیت اللہ اور مسجد نبوی کی فضیلت۔ایک حدیثی تحقیق

حرم کے شعائر اسلامی دین کی علاماتی روح رکھتے ہیں۔ حجرِ اسود کے بارے میں حدیث ہے کہ وہ قیامت کے دن گواہی دے گا۔[72] اور استلام اس کی تعظیم کا شعار ہے، جبکہ عمرؓ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اللہ کے حکم سے تعظیم کا مقام رکھتا ہے۔ مقامِ عرفات کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: الحج عرفة۔[73] جو اس مقام کو حج کی روح قرار دیتا ہے۔ یہاں دعا، توبہ اور التجا کی قبولیت کی خصوصی بشارت ہے۔ زمزم کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔[74] یعنی زمزم اپنے پینے والے کی نیت کے مطابق فائدہ دیتا ہے۔ مسجد حرام میں نماز کا اجر ایک لاکھ نمازوں کے برابر اور مسجد نبوی میں ہزار نمازوں کے برابر قرار دیا گیا۔

---

[65]۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:295

[66]۔ آل عمران:97

[67]۔ صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب غسل الجنابۃ، جلد2، حدیث نمبر 1521

[68]۔ صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ وأحکامھا، جلد2، حدیث نمبر 1253

[69]۔ صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب صلاۃ الجنازۃ، جلد3، حدیث نمبر 1782

[70]۔ صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب الإیمان باللہ ورسلہ، جلد2، حدیث نمبر 1265

[71]۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:349

[72]۔ سنن الترمذی، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان، جلد1، حدیث نمبر 961

[73]۔ سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ وأحکامھا، جلد6، حدیث نمبر 3016

[74]۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الصلاۃ، باب ما جاء فی صلاۃ الجماعۃ، جلد4، حدیث نمبر 3062

[75]ان فضائل سے واضح ہوتا ہے کہ شعائرِ حرم محض عبادتی مقامات نہیں بلکہ روحانی قوت، تاریخِ ایمان اور اللہ کی رحمت کے عملی مظاہر ہیں، جو مسلمان کی عبادات کو بے مثال معنویت عطا کرتے ہیں۔[76]

منصف حاکم کی فضیلت اور عدل کے قیام کی شرعی اہمیت (کتاب القضاء)

اسلام میں عدل کا قیام اجتماعی زندگی کی بنیاد ہے۔ قرآن نے حکم دیا : إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ-[77] نبی ﷺ نے منصف قاضی کے لیے فرمایا: القضاةُ ثلاثةٌ: واحدٌ في الجنةِ واثنانِ في النار ,فَرَجُلٌ عرَفَ الحقَّ فقضى به فهو في الجنةِ-[78] حدیث کی رو سے عادل قاضی وہ ہے جو حق کو جان کر انصاف کرے۔ مزید فرمایا: المقسطون على منابرَ من نورٍ عن يمينِ الرحمن-[79] یہ حدیث عدل کے منصب کو روحانی بلندی عطا کرتی ہے۔ اسلامی ریاست میں قاضی کا کردار محض انتظامی نہیں بلکہ اخلاقی و شرعی ذمہ داری بھی ہے۔ عدل کا قیام ظلم کے خلاف جہاد کی معنوی صورت ہے۔ فقہاء کے نزدیک قاضی کا عدل سماج کے امن، اخلاقی استحکام اور سیاسی اعتماد کی بنیاد ہے۔ اسی لیے اسلامی روایت میں قاضی کے لیے تقویٰ، علمی بصیرت اور کردار کی پاکیزگی لازم قرار دی گئی۔[80]

حکمرانوں کی استقامت، خیر خواہی، امر بالمعروف اور حدود کا اجرا

نبی ﷺ نے حکمرانوں کی استقامت کو امت کی بقا کی بنیاد قرار دیا۔ حدیث ہے :سبعة يظلهم الله... إمام عادل-[81] حاکم کی خیر خواہی دین کا لازمی اصول ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: الدين النصيحة... لأئمة المسلمين وعامتهم-[82] اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے متعلق قرآن نے فرمایا : تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ-[83] حدیث میں آیا :من رأى منكم منكراً فليغيره بيده مسلم، حدیث 49,حدود کے قیام کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: إقامةُ

75- صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب وقت صلاۃ العصر، جلد 2، حدیث نمبر 1190

76- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:361

77- النحل:90

78- سنن ابی داود، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ، جلد 4، حدیث نمبر 3573

79- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ، جلد 4، حدیث نمبر 1827

80- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:463

81- صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب معرفۃ الإیمان والعمل الصالح، جلد 1، حدیث نمبر 660

82- صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تعریف الإیمان، جلد 1، حدیث نمبر 55

83- آل عمران:110

حدٍّ من حدودِ الله خيرٌ من مطرِ أربعينَ ليلةٍ -[84] یہ تمام نصوص واضح کرتی ہیں کہ اسلامی سیاسی نظام میں حکمران کی دیانت، شریعت کا نفاذ، اخلاقی اصلاح اور ریاستی قانون کی برتری، جہاد کی داخلی صورتیں ہیں۔ شریعت کا اخلاقی نظام فرد، ریاست اور معاشرے کے تینوں درجوں میں ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔[85]

ضرر رساں حیوانات کا خاتمہ: چھپکلی (وزغ) کو مارنے کی فضیلت

ضرر رساں جانداروں کا خاتمہ اسلامی تعلیمات میں انسانی سلامتی کا حصہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خصوصاً چھپکلی (وزغ) کو مارنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: من قتل وزغًا من أول ضربةٍ فله كذا من الأجر -[86] ایک روایت میں آیا ہے کہ وزغ ابراہیمؑ پر آگ بھڑکانے والی مخلوقات میں سے تھا-[87] اس وجہ سے اسے مارنا سنت قرار دیا گیا۔ فقہی اصول کے مطابق ہر وہ جانور جس سے انسانی صحت، گھریا معاشرتی نظم کو ضرر پہنچتا ہو، اس کا ازالہ شریعت کے مقاصد میں شمار ہوتا ہے۔ یہ ہدایت دراصل جہاد کے اس اصول کے مطابق ہے کہ ضرر کے تمام اسباب خواہ خارجی ہوں یا داخلی، ان کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس سے اسلام کے دفاعی فلسفے کا دائرہ صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کی حفاظت اور انسانی فلاح تک پھیلا ہوا ہے۔[88]

حلال کمائی اور خرید و فروخت کی فضیلت

اسلام میں معاشی نظام کی بنیاد حلال روزی پر قائم ہے، اور نبی کریم ﷺ نے کسبِ حلال کو عبادت کا درجہ دیا ہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ حلال کمائی انسان کی دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنتی ہے اور اس کے دل میں نور اور سکون پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح فرمایا کہ، الطَّيِّبُ لَا يَدْخُلُ إِلَّا الطَّيِّبَ، یعنی اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیز ہی قبول فرماتا ہے -[89] تجارت، خرید و فروخت اور کسب معاش کو نہ صرف جائز بلکہ مقدس عمل قرار دیا گیا، کیونکہ یہی انسانی معاشرت کا ستون ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ دیانت داری کے ساتھ خرید و فروخت کرنے والا شخص قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا-[90] یہ حدیث بتاتی ہے کہ حلال تجارت صرف دنیاوی ضرورت نہیں بلکہ معنوی بلندی کا ذریعہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقہائے اسلام نے بیان کیا ہے کہ کسبِ حلال سے انسان کی روحانی پاکیزگی میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کے اخلاق سنورتے ہیں۔[91]

قرضِ حسنہ کی فضیلت

84- سنن النسائی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ اللیل، جلد 8، حدیث نمبر 4880

85- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:473

86- صحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجماعۃ، جلد 4، حدیث نمبر 2240

87- صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الفجر وسننھا، جلد 5، حدیث نمبر 3359

88- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:493

89- صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام والإحسان، جلد 4، حدیث نمبر 1015

90- صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ اللیل، جلد 3، حدیث نمبر 2076

91- مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، ناشر، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص:496

قرضِ حسنہ اسلامی معاشرت میں تعاون، ایثار اور اخوت کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ قرآن کریم نے اسے ، قرضًا حسنًا، کہہ کر اس عمل کو اللہ تعالیٰ سے تجارت قرار دیا، جس میں نفع کا ضامن خود رب العالمین ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ صدقہ دینے کے مقابلے میں قرض دینا دوگنا اجر رکھتا ہے، کیونکہ قرض لینے والا شخص ضرورت کے تحت لیتا ہے۔[92] قرضِ حسنہ میں نہ سود ہے نہ دنیاوی فائدہ، بلکہ خالص رضا الٰہی مطلوب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کے ساتھ آسانی کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے ساتھ آسانی کرے گا۔[93] قرض دینا صرف مالی تعاون نہیں بلکہ ایک روحانی اور اجتماعی عبادت ہے جو معاشرے میں اعتماد، محبت اور بھائی چارہ بڑھاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی علماء نے قرضِ حسنہ کو صدقہ جاریہ کی ایک قسم قرار دیا ہے، کیونکہ اس کے اثرات فرد اور معاشرہ دونوں پر قائم رہتے ہیں۔[94]

خلاصہ تحقیق

شیخ عبد الغفار مدنی کی علمی خدمات کا مجموعی جائزہ یہ واضح کرتا ہے کہ انہوں نے علوم الحدیث کو محض روایتی تدریس تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے تحقیق، تنقید، فقہی استنباط اور عملی اصلاح کے جامع دائرے میں پیش کیا۔ ان کی تصنیفات میں حدیث کی تخریج، اسناد کی جانچ، صحیح وضعیف روایات میں امتیاز اور نصوصِ حدیث کی عصری تطبیق کا منہج نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ خصوصاً فضائلِ اعمال کے باب میں انہوں نے رائج غیر مستند روایات کی نشاندہی کرتے ہوئے صحیح اور معتبر احادیث کی بنیاد پر ایک علمی معیار قائم کرنے کی سعی کی، جس سے ان کی تحقیق پسند اور احتیاطی علمی روش ظاہر ہوتی ہے۔

ان کی تصنیفی کاوشوں کا بڑا حصہ عبادات، اخلاقیات اور باطنی اصلاح کے موضوعات پر مشتمل ہے، جہاں انہوں نے اخلاصِ نیت، طہارت، وضو، نماز، اذان، مساجد، صفِ اول، مسواک اور دیگر سنن کے فضائل کو محض ترغیبی انداز میں نہیں بلکہ حدیثی دلائل اور فقہی تناظر کے ساتھ پیش کیا۔ ان کے ہاں عبادت کو روحانی تربیت، نورانیتِ قلب اور تزکیۂ نفس کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح عورت کی مخفی نماز، آمین اور سلام جیسے مسائل پر بھی انہوں نے اعتدال پسند اور مدلل اسلوب اختیار کیا، جس سے ان کی تحریروں میں نصوص کی پابندی اور فقہی توازن نمایاں ہوتا ہے۔

معاشرتی اور اخلاقی موضوعات پر ان کی تحقیق میں عیادتِ مریض، صبر، بیماری کی حکمت، وصیت، موت کی علامات، کفن کے احکام، زیارتِ قبور اور والدین خصوصاً والد کے حقوق جیسے مباحث کو حدیثی شواہد کے ساتھ منظم انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ انہوں نے ان موضوعات کو محض فقہی احکام تک محدود نہیں رکھا بلکہ انہیں روحانی اصلاح اور معاشرتی استحکام کے اصولوں سے مربوط کیا ہے۔ اسی طرح رمضان، صیام، لیلۃ القدر، صدقہ فطر، عیدین، زکوٰۃ، حج وعمرہ اور شعائرِ حرم کے فضائل پر ان کی تحریریں عباداتِ موسمیہ کو ایمان کی تجدید اور اجتماعی نظم کے استحکام کا ذریعہ قرار دیتی ہیں، جس میں حدیث، فقہ اور تربیت کا متوازن امتزاج پایا جاتا ہے۔

92۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاحکام، باب من بنی فی حقہ مالیضر بجارہ، جلد 3، حدیث نمبر 2430

93۔ صحیح مسلم، کتاب الدعاء، باب فضل الدعاء، جلد 4، حدیث نمبر 2699

94۔ مدنی، حافظ عبد الغفار، شیخ، صحیح اور مستند فضائل اعمال، المکتبۃ الکریمیہ، لاہور، 2006ء، ص: 501

ریاستی اور اجتماعی پہلوؤں میں انہوں نے منصف حاکم کی فضیلت، عدل کے قیام کی شرعی اہمیت، حکمرانوں کی خیر خواہی، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور حدود کے نفاذ جیسے موضوعات کو بھی حدیثی بنیادوں پر واضح کیا، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی فکر فردی اصلاح کے ساتھ ساتھ اجتماعی و ریاستی نظام تک وسعت رکھتی ہے۔ مزید برآں حلال کمائی، خرید و فروخت اور معاشی معاملات پر ان کی تحقیق اس امر کی غماز ہے کہ وہ سنتِ نبوی ﷺ کو ایک ہمہ گیر ضابطۂ حیات کے طور پر دیکھتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کی کاوشیں علوم الحدیث کو عملی زندگی، اخلاقی تربیت اور سماجی نظم کے ساتھ مربوط کرنے کی ایک سنجیدہ اور تحقیقی کوشش قرار دی جاسکتی ہیں، جو ساہیوال کی علمی روایت میں ایک نمایاں اضافہ ہے۔

مصادر و مراجع

القرآن الکریم۔

صحیح البخاری، امام محمد بن اسماعیل البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت۔

صحیح مسلم، امام مسلم بن الحجاج، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

سنن ابی داؤد، امام ابو داؤد السجستانی، دار الرسالۃ العالمیۃ۔

جامع الترمذی، امام محمد بن عیسیٰ الترمذی، دار الغرب الاسلامی۔

سنن النسائی، امام احمد بن شعیب النسائی، دار الکتب العلمیۃ۔

سنن ابن ماجہ، امام ابن ماجہ القزوینی، دار احیاء الکتب العربیہ۔

موطأ امام مالک، امام مالک بن انس، مؤسسۃ الرسالۃ۔

مسند احمد، امام احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ۔

سنن الدارمی، امام عبد اللہ الدارمی، دار المغنی۔

تفسیر ابن کثیر، امام عماد الدین ابن کثیر، دار الفکر۔

الجامع لأحکام القرآن، امام قرطبی، دار الکتب المصریہ۔

تفسیر الطبری، امام محمد بن جریر الطبری، دار ہجر۔

العقیدہ الواسطیہ، شیخ الاسلام ابن تیمیہ، دار ابن الجوزی۔

ابن قدامہ، المغنی، دار عالم الکتب۔

الشوکانی، نیل الاوطار، دار الحدیث۔

مقدمہ ابن الصلاح، ابن الصلاح، دار المعارف۔

تدریب الراوی، امام جلال الدین سیوطی، دار الکتب العلمیۃ۔

ابن حجر عسقلانی، نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر، دار ابن الجوزی۔

صبحی صالح، علوم الحدیث و مصطلحہ، دار العلم للملایین۔

عبد الغفار المدنی، تفسیر آیات الاحکام، غیر مطبوعہ مخطوطہ۔

عبد الغفار المدنی، شرح العقیدہ الاسماویہ، مطبوعہ۔

عبد الغفار المدنی (مترجم ومبوب)، صحیح ومستند فضائل اعمال۔

مقالات: ماہنامہ الدعوۃ، لاہور۔

مقالات: ماہنامہ الحرمین۔

محمد مصطفیٰ الاعظمی، دراسات فی الحدیث النبوی وتاریخ تدوینہ، مکتبۃ المعارف۔

نور الدین عتر، منہج النقد فی علوم الحدیث، دار الفکر۔

ڈاکٹر صبحی صالح، علوم الحدیث، بیروت۔

محمد ابوشہبہ، دفاع عن السنۃ، دار اللواء۔

جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ، تعارفی اشاعتیں وسرکاری ویب مواد۔

جامعہ محمدیہ حق بازار اوکاڑہ، ریکارڈ وسالانہ رپورٹس۔

جامعہ ابو بکر الاسلامیہ کراچی، تعلیمی دستاویزات۔

ذاتی انٹرویوز وشفاہی معلومات (شیخ عبد الغفار مدنی حفظہ اللہ سے بالمشافہ گفتگو)۔

Azami, M. M., Studies in Early Hadith Literature, Islamic Texts Society.

Brown, Jonathan A.C., Hadith: Muhammad's Legacy in the Medieval and Modern World, Oneworld Publications.

Kamali, Mohammad Hashim, Principles of Islamic Jurisprudence, Isla